ملت ایران مکمل طور پر، محکم دلائل کی بناء پر، منطقی استدلال کے ذریعے امریکی حکومت کو اپنا دشمن سمجھتی ہے۔

طبقہ، حکام اور دوسرے لوگ اگر حقیقت کو نہ سمجھ پائیں تو اس کی بدولت ایک نیا گوشہ پیدا ہو جائے گا اور یہی گوشہ خدانخواستہ ہر چیز کی تباہی و نابودی کا باعث ہو سکتا ہے، عام طور پر ہوتا بھی ایسا ہی ہے لہذا صحیح طور پر غور و فکر کرنا بہت ضروری ہے۔

ان کا مقصد کیا ہے؟ امریکی حکومت اور امریکہ کے سامراجی ذرائع ابلاغ کے ان پروپگنڈوں کا کیا مقصد ہے کہ ایران مذاکرات و گفتگو کرنا چاہتا ہے؟ ان کے چند اہداف ہیں ایک مقصد یہ ہے کہ جو چیز آج تک ملت ایران کے درمیان اتحاد کا ذریعہ رہی ہے اسے ایرانی قوم میں اختلاف اور تفرقہ پردازی کے وسیلہ میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں، ابھی تک ایران کے عوام امریکی حکومت کی دشمنی سے بخوبی واقف ہونے کی بناء پر، اگر ان میں اپنے اس دشمن کے مقابلے پر جزوی اختلاف پائے بھی جاتے تھے تو وہ ان کو الگ رکھ کر متحد ہو جاتے تھے۔ امریکہ سے مقابلہ اس قوم میں اتحاد و یکجہتی کا ایک وسیلہ رہا ہے اور امریکی حکومت اور امریکی پریس ملت ایران کے درمیان اتحاد کے اس اہم اور بنیادی سبب کو اپنے جھوٹے اور بے بنیاد پروپگنڈوں کے ذریعہ سے ان کے درمیان وسیلہ نفاق میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں۔ یہ اس کے خلاف وہ اس کے خلاف، کوئی کہہ رہا ہے مذاکرات ہونے چاہئیں دوسرا کہہ رہا ہے کہ مذاکرات کا کیا فائدہ ہے؟ تیسرا کہہ رہا ہے کہ نقصان ہی کیا ہے؟ کچھ لوگ اس طرف سے گفتگو کریں، کچھ دوسری طرف سے بولیں۔ نتیجتاً دشمن کے مقابل ایرانی قوم کی اس عظیم قومی وحدت و یگانگت کو ایک اختلافی مسئلہ میں تبدیل کر دیں۔ یہ ہے ان کا پہلا مقصد — یہ بات قابل غور ہے توجہ کیجئے۔

دوسرا ہدف یہ ہے کہ وہ امریکہ کے ساتھ مذاکرات اور امریکہ کے ساتھ رابطے کے اس مسئلے کی تکرار کر کے اس کی برائی اور قباحت کو ختم کرنا چاہتے ہیں جو ملت ایران کی نظروں میں منطقی دلائل کی بناء پر ایک بدترین چیز ہے۔ نماز جمعہ میں جتنی دیر گفتگو ہو سکتی ہے، اس میں، میں اس کے منطقی دلائل بیان کروں گا۔ وہ اس مسئلے کی برائی اور قباحت کو ختم کر دینا چاہتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے انہوں نے اسرائیل کے مسئلہ میں عربوں کے ساتھ کیا ہے۔ وہ ایک دن تھا کہ عرب حکومتیں اسرائیل کے ساتھ گفتگو اور تعلقات حتی کہ اسرائیل کا نام لینا بھی ایک نہایت بری چیز سمجھتی تھیں، انہوں نے ایسی چال چلی کہ اس مسئلے کو چھیڑا اور ان میں سے ایک کو آگے لا کر یعنی ایک کو عرب ملت کی صفوں سے باہر نکال کر اور ذمہ داری اس کے کندھوں پر ڈال کر ایسا کام لیا کہ اس میں جو برائی اور قباحت نظر آتی تھی وہ ختم ہو گئی۔ اب حالت یہ ہے کہ وہ حکومتیں بھی کہ جن کی سرحدیں اسرائیل کے ساتھ نہیں ملتیں اور جنہیں اسرائیل کی طرف سے کوئی خطرہ اور نقصان نہیں ہے، وہ بھی اپنے گھر میں بیٹھی ہیں اور اسرائیل کے ساتھ مذاکرات کی بات کر رہی ہیں۔ کیا ضرورت ہے؟ لیکن کر رہی ہیں۔ کیونکہ اس کی برائی اور قباحت ختم ہو چکی ہے۔ ملت ایران مکمل طور پر، محکم دلائل کی بناء پر، منطقی استدلال کے ذریعے امریکی حکومت کو اپنا دشمن سمجھتی ہے۔ ان چیزوں کی طرف میں بعد میں اشارہ کروں گا۔ اور دنیا کی تمام ملتوں نے بھی اس کو ملت ایران کے ذریعے ہی پہچانا ہے اور وہ ہمارے اس عمل کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ مگر وہ چاہتے ہیں کہ اس کی برائی اور قباحت کو ختم کر دیں۔ اُن کے نزدیک یہ ایک عام اور معمولی کام ہے۔

تیسرا ہدف یہ ہے کہ ایک بڑی طاقت کے عنوان سے ایران کے ساتھ مذاکرات ان کے لئے اہم ہیں، ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو حیرت ہو اور وہ بھی کہیں کہ بڑی طاقت امریکہ ہے! ایران ہے ہی کیا کہ سپر پاور امریکہ کے لئے اس کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنا اہم ہو؟ جی ہاں! انتہائی اہم بات ہے، بڑی طاقت ہونے کی وجہ سے اس کے لئے بہت اہم ہے۔ "بڑی طاقت" یعنی وہ طاقت جو دنیا کی تمام سیاسی طاقتوں سے بالاتر ہے اور ان پر اپنا ارادہ مسلط کر سکتی ہے! اس دنیا میں دو بڑی طاقتیں تھیں ایک امریکہ اور دوسری سوویت یونین۔ ہر ایک کا ایک

ایک ایسی سپر پاور جس کا پوری دنیا اور عالمی سیاست پر تسلط کا دعویٰ ہے' اس کے لئے صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں اس کی کوئی عزت نہیں کی جاتی' اس کا کوئی احترام نہیں ہوتا' اور وہ کون سی جگہ ہے؟ اسلامی جمہوریہ ایران۔

علاقے میں اثر ونفوذ تھا' جو کام بھی وہ چاہتی تھیں کر سکتی تھیں۔ امریکہ نے اپنی میزائلیں یورپی ممالک میں اپنے دشمن سوویت یونین کے مقابلہ میں نصب کریں' بے چارے یورپیوں کے پاس بھی کوئی چارہ نہیں تھا' وہ کچھ نہیں کہتے تھے کیونکہ یہ کام سوویت یونین کے مقابلے میں دفاع کے عنوان سے ہو رہا تھا۔ سوویت یونین بھی اپنے زیر اثر علاقے میں یہی کام کرتا تھا مگر اب سوویت یونین کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اور امریکہ اس بات کا دعویدار ہے اور سختی سے اس بات کے درپے ہے کہ دنیا میں یک قطبی نظام قائم ہو جائے اور ایک وسیع وعریض مملکت وحکومت پر جس کا نام دنیا ہے ایک سپر پاور مسلط ہو جائے۔ اور واضح طور پر عرض کروں تو یہ وہ بات ہے کہ جس کے کہنے میں امریکہ کے سیاسی ماہرین کو بھی دریغ نہیں ہے' امریکی پریس میں اس مضمون کے سیاسی مقالے چھپتے ہی رہتے ہیں' میں نے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل ایک امریکی جریدہ میں امریکہ کے ایک معروف سیاسی مضمون نگار کا ایک مقالہ پڑھا تھا جس میں اس نے دنیا کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امریکہ کے زیر اقتدار عالمی حکومت کے تحت رہنے میں کیا قباحت اور حرج ہے؟ آج امریکہ ایسا ہے اور امریکہ ویسا ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ لوگ اپنے دعوے کو نافذ کرنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔

ایک ایسی سپر پاور جس کا پوری دنیا اور عالمی سیاست پر تسلط کا دعویٰ ہے' اس کے لئے صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں اس کی کوئی عزت نہیں کی جاتی' اس کا کوئی احترام نہیں ہوتا' اور وہ کون سی جگہ ہے؟ اسلامی جمہوریہ ایران۔ تو اسلامی جمہوریہ ایران اور ایرانی عوام دنیا میں سپر پاور اور امریکہ کی ہیبت کو توڑنے والے ہیں۔ میں نے بارہا عرض کیا ہے کہ بڑی طاقتوں کو زیادہ تر طاقت ان کی ہیبت سے حاصل ہے۔ اپنی ہیبت کی وجہ سے ہی وہ من مانی کرتے ہیں' ورنہ یہ لوگ تو ہر جگہ میدان عمل میں نہیں اترتے' ہر جگہ اسلحہ استعمال نہیں کرتے۔ یہ ان کی ہیبت ورعب ودبدبہ ہی ہے جو حکومتوں اور سیاسی جماعتوں کے کمزور افراد کو ان کے سامنے لرزنے اور ان کی بات ماننے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اب ایک جگہ ہے جہاں سپر پاور امریکہ کی ہیبت ختم ہو جاتی ہے۔ تو امریکہ کے لئے یہ بات بہت اہم ہے کہ اسلامی ایران' جو شروع ہی سے واضح دلائل کی بنا پر امریکہ کے مقابل ڈٹا رہا اور اس کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا اور کہتا رہا کہ ہم امریکہ سے مذاکرات نہیں کریں گے' اور اگر اب وہ یہ کہے کہ بہت اچھا' بسر وچشم' ہم مذاکرات کریں گے۔' تو یہ لوگ کہیں گے کہ لو دیکھو ہماری سپر پاوری مکمل ہو گئی جو علاقہ ہماری بات نہیں مانتا تھا اب وہ بھی ہمارے سامنے جھک گیا ہے' اس نے بھی سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

ان کے لئے صرف مذاکرات بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں جبکہ تعلقات رکھنے میں وہ اس طرح سے نہیں ہیں' اس کے بارے میں میں بعد میں بتاؤں گا' تعلقات کے بارے میں وہ دوسری طرح سے سوچتے ہیں' ان کے لئے جو چیز بہت زیادہ اہم ہے وہ مذاکرات ہیں' وہ چاہتے ہیں کہ ایران مذاکرات کی میز پر بیٹھ جائے اور پھر جب مذاکرات شروع ہو جائیں تو تعلقات کے بارے میں ان کی مختلف شرائط ہوں گی۔

جہاں تک اس دوسرے مسئلے کا تعلق ہے کہ امریکہ کی نظر میں ایران کے ساتھ مذاکرہ وگفتگو کی اتنی اہمیت کیوں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران اور ملت ایران کی تحریک اس بات کا باعث بنی ہے کہ دنیا میں اسلامی احساسات اور جذبات بیدار ہو جائیں اور دنیا کے ہر گوشے میں یعنی ایشیا' افریقہ حتی یورپ میں مسلمان اپنے اسلامی احساسات کو ظاہر کر رہے ہیں اور کسی نہ کسی جدوجہد کا آغاز کر رہے ہیں' بعض کا تعلق حکومتوں کے خلاف سیاسی جدوجہد سے ہے اور بعض کا تعلق اصلاحی جدوجہد سے ہے۔ بہر حال مسلمان جدوجہد میں مصروف ہیں۔ یہ سب کچھ اسلامی جمہوریہ ایران' امام خمینیؒ اور اس قوم کی محنت وکوشش اور جدوجہد کے نتیجے میں سامنے آیا ہے۔ میرے علم میں ہیں کہ جنہوں نے عالم اسلام میں کسی تبلیغ کے بغیر فقط واقعات جنگ سے متاثر ہو کر مذہب

اگر اسلامی ایران' امریکہ کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھ جائے تو امریکی ہر جہت سے آسودہ خاطر ہو جائیں گے۔ دنیا میں ہر جگہ کہیں گے کہ آپ لوگ کس لئے کوشش کر رہے ہیں' آپ ایران کی طرح تو نہیں ہو سکتے' آپ ایران کے مرتبے تک تو نہیں پہنچ سکتے' آپ جو کچھ بھی کر لیں ایرانی قوم کی مانند اور ایرانی نظام کی مانند نہیں ہو سکتے۔ اور اس طرح کی شجاعت وبہادری اور عظمت و شوکت تو پیدا نہیں کر سکتے' دیکھو آخر کار وہ بھی مجبور ہو گئے اور مذاکرات کی میز پر بیٹھ گئے ہیں۔

اہلیت قبول کر لیا ہے۔ آپ نوجوان' آپ جنگی مجروحین اور آپ ایثار پیشہ افراد جو محاذ جنگ کی طرف جاتے تھے' دنیا میں یہی خبریں اسی شکل و صورت میں نشر ہوتی تھیں۔ یہ وہ مائیں ہیں جو نہایت شجاعت کے ساتھ استقامت کا مظاہرہ کرتی تھیں اور دلیری و بہادری کا مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس چیز نے دنیا کو سچا مسلمان کر دیا' بعض مسلمانوں کو شیعہ کر دیا' بہت سے مسلمانوں کو انقلاب' اور امام ملت ایران کا عاشق بنا دیا اور اسلامی جذبات و احساسات سامنے آ گئے۔ ان سب کی سمت اور ان سب کا محور و مرکز درحقیقت ملت ایران اور اسلامی جمہوری نظام تھا۔ اگر اسلامی ایران' امریکہ کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھ جائے تو امریکی ہر جہت سے آسودہ خاطر ہو جائیں گے۔ دنیا میں ہر جگہ کہیں گے کہ آپ لوگ کس لئے کوشش کر رہے ہیں' آپ ایران کی طرح تو نہیں ہو سکتے' آپ ایران کے مرتبے تک تو نہیں پہنچ سکتے' آپ جو کچھ بھی کر لیں ایرانی قوم کی مانند اور ایرانی نظام کی مانند نہیں ہو سکتے۔ اور اس طرح کی شجاعت و بہادری اور عظمت و شوکت تو پیدا نہیں کر سکتے' دیکھو آخر کار وہ بھی مجبور ہو گئے اور مذاکرات کی میز پر بیٹھ گئے ہیں۔ آپ لوگ اب کیا کہتے ہیں؟ ملت ایران اور اسلامی جمہوری نظام کے جانے کے بعد اور امریکہ کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کے بعد' امریکہ عالم اسلام میں موجود کس قسم کی جدوجہد اور مزاحمت کے سلسلے میں سکون کی سانس لینا شروع کر دے گا؟ علاوہ ازیں ان لوگوں کے لئے مذاکرات کی بہت اہمیت ہے۔ بہت سے ممالک ایسے ہیں جن کی حکومتیں امریکی حکومت کی دوست ہیں۔ دوست ہونے کا مطلب امریکی حکومت کے زیر اثر ہونا ہے' امریکی حکومت کے سامنے دو زانو ہونا ہے' ان کے سیاسی موقف کا امریکی حکومت کے تابع ہونا ہے (اور پھر ہر جگہ اسی کا حکم چلے گا) یعنی فلاں سے رابطہ منقطع کر لو' فلاں کے ساتھ لین دین رکھو' فلاں کے ساتھ نہ رکھو' تیل کو یوں کرو' وغیرہ۔ آخر کار امریکہ کے سامنے جھکنے کا مطلب یہی ہے۔

رفتہ رفتہ ان حکومتوں کے ذہنوں میں جو خود کو امریکہ کے سپرد کئے ہوئے ہیں' یہ فکر پیدا ہو رہی ہے کہ اچھا اسلامی جمہوریہ ایران کے نام سے ایک حکومت ہے جو امریکہ کی کوئی پروا نہیں کرتی اور اس سے بالکل خوفزدہ نہیں اور امریکہ بھی اس کو کوئی قابل ذکر بھاری نقصان نہیں پہونچا سکا ہے' پس ہم امریکہ سے کیوں ڈرتے ہیں؟ یہ سوال' خود ان کی اصطلاح میں بہت سے تیسری دنیا کے اسلامی و غیر اسلامی ملکوں کے ذمہ داروں کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے اور اس نے امریکی مشینری کے لئے ایک بھاری مشکل کھڑی کر رکھی ہے' وہ بیچارگی اور خود سپردگی کی صورت حال سے نکلے چلے جا رہے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ کی وجہ سے' کہ جناب اسلامی جمہوریہ امریکہ کی کوئی پروا نہیں کرتا اور امریکہ بھی کوئی اہم قدم ان کے خلاف نہیں انجام دے سکتا— پس پھر یہ کیوں شور و غل مچائے ہوئے ہیں؟

یہ لوگ بعض اوقات ویٹو جیسا قانون پاس کر دیتے ہیں اور چند مہینوں بعد یہ قانون خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہم کیوں بلاوجہ خود کو معطل اور بیکار بنائے ہوئے ہیں اور امریکہ کے قیدی بن گئے ہیں؟۔ امریکہ کے لئے بہت خطرناک ہے کہ کہیں اس کے ہمنوا اس کے اشاروں پر چلنے والی حکومتیں اپنے ذہنوں میں یہ فکر نہ بنا لیں۔ امریکہ اس کے جواب کی تلاش میں ہے وہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسا کام کرے کہ ان کو دکھا سکے کہ دیکھا بالآخر یہ اقتصادی بائیکاٹ اور یہی دباؤ جو ہم نے اسلامی جمہوریہ کے خلاف استعمال کیا ہے (اس نے) آخر کار اسلامی جمہوریہ کو بھی تھکا دیا' اُسے مجبور کر دیا کہ وہ بھی اپنے زانو ہمارے سامنے خم کر دے' اور وہ مرکزیت جو اس نے قائم کر رکھی تھی اور گردن اونچی کئے ہوئے تھا' جھکانے پر مجبور ہو گیا۔ یعنی امریکہ کے اندر یہ طاقت موجود ہے۔ (امریکہ) یہ بات اپنی مطیع و منقاد حکومتوں کو سمجھانا چاہتا ہے کہ جی نہیں' ایسا بھی نہیں ہے جو لوگ سوچ رہے ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ نہ رہ کر بھی نقصان سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جی نہیں' اسلامی جمہوریہ کو بھی آخر کار مجبور ہونا پڑ گیا!۔ اس مذاکرہ کے پروپگنڈہ کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ ایک اور نکتہ بھی ہے اور وہ بھی سبب بنا ہے کہ امریکیوں

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے ساتھ مذاکرات کی افواہ پھیلا کر اعلان کریں کہ اسلامی جمہوریہ ایران نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے اور حکومت ایران بھی ہمارے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر بہر حال مجبور ہو گئی اور سر دست ہم سے مذاکرہ و گفتگو کی خواہاں ہے۔

کے لئے' ایک بڑی طاقت ہونے کے عنوان سے (ایران کے ساتھ) مذاکرات حقیقتاً اہم ہیں۔ وہ یہ ہے کہ برسرِ پیکار دو بلاک جو آج ۱۹-۲۰ سال سے دنیا کے سیاسی میدان میں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں ان میں ایک طرف استکباری بلاک ہے اور دوسری طرف اسلامی بلاک ہے۔ استکباری بلاک کی قیادت امریکہ کر رہا ہے اور اسلامی بلاک کی مرکزیت اسلامی جمہوری نظام کو حاصل ہے۔ اب تک وسعت و ترقی بھی اسلامی بلاک کے نصیب میں رہی ہے۔ یعنی آپ دنیا میں جس طرف بھی نگاہ ڈالیں گے دیکھیں گے کہ وہ ممالک کہ جن کے حکام بھی اسلامی تحریک اور حرکت کی مہک سے آشنا نہ تھے ان کے یہاں بھی اس ۱۹ سال کے دوران یہ صورت حال پیش آچکی ہے کہ وہ اسلامی حکومتوں کی تشکیل کے بارے میں کم از کم یہ سوچنے لگے ہیں کہ ان کے ملکوں میں بھی برسرِ کار آجائے۔ ترکی اپنے ایک انداز سے' الجزائر ایک انداز سے' دوسری جگہوں پر دوسرے انداز سے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان سب کے ساتھ یہ لوگ سختی سے پیش آئے ہیں لیکن یہ عوام کے احساسات سے ساتھ ٹکر نہیں لے سکتے' یا بعض عوام کے احساسات کے ساتھ تو اس طرح نہیں پیش آسکتے کہ جیسے مثلاً حکومت رفاہ کے ساتھ ترکی میں پیش آئے۔ دوسری حکومتوں کے ساتھ عوام کے احساسات اپنی جگہ برقرار ہیں' یہ برسرِ پیکار دونوں بلاک کہ جس میں استکباری بلاک ایک طرف اور اسلامی بلاک دوسری طرف ہے' اب تک کی مقابلہ آرائی میں اوج و ترقی' اور کامیابی اسلامی بلاک کو نصیب ہوئی ہے' وہ ہمیشہ آگے بڑھا ہے' کہیں بھی استکباری بلاک کو پیش قدمی نہیں ملی ہے۔

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے ساتھ مذاکرات کی افواہ پھیلا کر اعلان کریں کہ اسلامی جمہوریہ ایران نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے اور حکومت ایران بھی ہمارے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر بہر حال مجبور ہو گئی اور سر دست ہم سے مذاکرہ و گفتگو کی خواہاں ہے۔ در حقیقت وہ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ امریکی سامراج کے مقابلے میں آخر کار اسلامی بلاک ناکام ہو گیا' اسے پسپائی پر مجبور ہونا پڑا اور اس مقابلے میں استکباری بلاک کامیاب ہو گیا۔

وہ یہ بات بتانا چاہتے ہیں اور یہ مسئلہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ دشمن کامیاب ہو چکا ہے اسلام پسپائی پر مجبور ہو گیا ہے۔

وہ کہنا چاہتے ہیں کہ انقلابی اسلام اپنی بات سے پھر گیا' وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو کچھ اس ۱۹ سال کے' ابتدائی دس برسوں میں امام خمینیؒ نے کہا تھا اور پھر اس کے بعد آٹھ نو سال کے دوران دوسرے ذمہ داران حکومت نے کہا اور ملت اپنی زبان سے کہنا چاہتی تھی' یہ ساری باتیں کنارے لگا دی گئیں اور فراموشی کے سپرد کر دی گئیں' وہ سب باتیں الٹ گئیں' کیونکہ امام خمینیؒ نے بارہا فرمایا تھا کہ ہم دشمن کے ساتھ نہیں بیٹھیں گے' ہم دشمن کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے۔ یہ افواہیں اسی مقصد کے تحت ہیں۔ بالآخر اس افواہ سے کہ اسلامی جمہوریہ ایران' امریکہ کے ساتھ مذاکرات کرنے اور بات چیت کی میز پر ایک ساتھ بیٹھنے یعنی استکبار کی نسبت اپنی باتوں اور دعووں سے دستبردار ہو جانے کے سلسلے میں جھک گیا ہے' امریکہ اس چیز سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا رہا ہے' پروپگنڈوں کا یہ بازار اسی لئے گرم کیا گیا ہے۔ لہٰذا باوجود اس کے کہ ہمارے محترم صدر جمہوریہ نے اپنے انٹرویو میں کہا تھا کہ "ہم مذاکرات نہیں کریں گے اور ہم کو مذاکرات کی ضرورت نہیں ہے۔" انہوں نے کہا کہ ہاں یہ مذاکرات کا مقدمہ اور تمہید ہے اور مذاکرات کے خواہشمند ہیں' مذاکرے کے لئے تیار ہیں' ہر ایک نے اپنے طور پر ایک بات کہی' دنیا میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔

اچھا یہ تو تھا امریکہ کا مقصد جس کے لئے امریکہ کی خبر رساں ایجنسیوں نے یہ تمام شور مچا رکھا ہے۔ یہ بات تو واضح ہو گئی' اب سوال یہ ہے کہ ہمارا موقف کیا ہے؟ ہمارا موقف یقیناً بارہا بیان کیا جا چکا ہے' کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہم اب بیان کرنا چاہیں' بارہا امام خمینیؒ نے بیان فرمایا ہے' امام کے بعد بھی بارہا ہم نے' حکام

ہماری حکومت' دلیلوں پر استوار حکومت ہے' ہمارے قوانین بھی مدلل قوانین ہیں ہمارے معارف بھی مدلل معارف ہیں اور ہمارے سیاسی موقف اور فیصلے بھی دلیلوں پر استوار فیصلے اور مواقف ہیں۔

نے' اور سیاست خارجہ کے ذمہ داروں نے اس سلسلے میں اپنی بات بیان کی ہے' اقدام کئے ہیں' گفتگو کی ہے۔ باتیں وہی ہیں' بڑی ہی محکم باتیں ہیں' ایسی باتیں نہیں ہیں کہ آج ہیں اور کل ان سے روگردانی اختیار کرلی جائے۔ پھر بھی مختصر طور پر میں اس کی وضاحت کردوں' ہمارے انقلاب کا موقف اور ہمارے اسلامی جمہوری نظام کا موقف یہ ہے کہ اولاً ہم جو بھی فیصلہ انقلاب کے لئے انقلاب کے بنیادی موقف کے عنوان سے کرنا چاہتے ہیں' دلیلوں کے ساتھ کرتے ہیں' اس کی عقل و منطق کے ساتھ مطابقت ضروری ہے۔ ہماری حکومت' دلیلوں پر استوار حکومت ہے' ہمارے قوانین بھی مدلل قوانین ہیں ہمارے معارف بھی مدلل معارف ہیں اور ہمارے سیاسی موقف اور فیصلے بھی دلیلوں پر استوار فیصلے اور مواقف ہیں۔ ممکن ہے ایک وقت کوئی ان مواقف کے بارے میں نعرے لگائے جیسے کوئی حرج نہیں ہے' لیکن اس نعرے کے پس پشت دلیل موجود ہے' برہان اور منطق ہے' ملت ایران نے ان اعتقادات کی راہ میں جنگ کی ہے' جہاد کیا ہے' شہید دئے ہیں' جنگی مجروحین پیش کئے ہیں' استقامت دکھائی ہے اور دنیا کے عوام کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے کہ ہمارے مواقف ان چیزوں کے تابع ہیں۔

اب میں تین مختصر عنوانوں کے تحت انشاء اللہ اپنی بات کہنے کی کوشش کرتا ہوں' بات کو مختصر کررہا ہوں: سب سے پہلے موجودہ صورت حال یعنی امریکہ سے تعلقات منقطع ہونے پر گفتگو کرتا ہوں' جو امریکہ کی روش ورفتار کا نتیجہ ہے۔ امریکی استعمار کی موجودہ کیفیت کا نتیجہ ہے اور درحقیقت ملت ایران کی مظلومیت کا نتیجہ ہے — یہ ہوئی پہلی بات۔

دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ مذاکرات اور امریکہ کے ساتھ تعلقات میں ملت ایران کے لئے کوئی بھی فائدہ نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ مذاکرات اور امریکہ کے ساتھ تعلقات' ملت ایران کے لئے نقصان دہ ہیں۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ یہ قطع تعلق امریکہ کے اپنے سلوک کی وجہ سے ہے تو اس کی تفصیل یہ کہ ہے حکومت امریکہ کی سیاست ۱۹۴۱ کے بعد سے ہمارے ملک میں آنا شروع ہوگئی۔ امریکی آہستہ آہستہ ہمارے ملک میں نفوذ کرتے گئے اور برطانویوں کی جگہ لیتے گئے۔ اس پورے ۲۷-۲۸ برس کے عرصے میں کہ جس میں امریکہ اس ملک میں مکمل طور پر اپنے قدم جما چکا تھا' جو کچھ بھی ایک مغرور اور سامراج حکومت کسی مظلوم قوم کے ساتھ توہین آمیز سلوک برائی اور ظلم وستم کر سکتی ہے' اس نے اس ۲۷-۲۸ سال کے عرصہ میں ہماری قوم کے ساتھ کیا' مطلق العنان پہلوی حکومت کی تقویت کی' ہمارے ذمہ دار افراد کی توہین کی' ہماری قوم کی توہین کی' یہاں تک کہ اہل سیاست کو لے آئے اور اسی طرح کے بہت سے کام کئے' قومی حکومتوں کو ختم کردیا وغیرہ وغیرہ۔

واقعاً اگر کوئی انقلاب سے قبل کے ۲۷'۲۸ برس کے عرصے کے امریکی جرائم کو لکھنا شروع کردے تو ایک بھاری بھرکم کتاب بن جائے گی۔ انقلاب کامیاب ہوگیا۔ جب انقلاب کامیاب ہوگیا تو لوگوں نے جو کام کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ ۱۳ اور ۲۲ بہمن کے روز امریکی سفارتخانہ میں گئے اور امریکیوں کو یرغمال بنالیا۔ انقلاب کے دنوں میں ہم جس جگہ پر موجود تھے وہاں ہم نے دیکھا کہ امریکیوں اور امریکی سفارتخانے کے عملے کو ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر وہاں لایا گیا۔ مجھے یقین تھا کہ امام خمینیؒ ان کے لئے موت یا اس جیسی کوئی سزا تجویز کریں گے' لیکن سبھی کے تصور کے برخلاف امام خمینیؒ نے حکم دیا کہ ان سب کو آزاد کردیا جائے۔ پھر انہیں سفارتخانے پہنچادیا گیا' ان میں سے بعض امریکی البتہ ایران سے چلے گئے کیونکہ انہوں نے ایران کے حالات کو اپنے لئے مناسب نہیں سمجھا لیکن بعض امریکی ایران میں ہی رہ گئے۔ انقلاب کی کامیابی کے بعد بھی ہماری طرف سے امریکہ کے ساتھ رابطہ منقطع نہیں ہوا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی ملت ایران نے قوت وطاقت حاصل کرنے کے بعد' اپنی ماضی کی مظلومیتوں کو نظر

ان تمام کارروائیوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ امام خمینیؒ کے پیروکار مسلمان طلبہ ٹوٹ پڑے اور انہوں نے سفارت خانہ پر قبضہ کر کے اس کے کارکنوں کو یرغمال بنالیا۔ یہ دراصل امریکہ کو ایرانی ملت کی طرف سے دی جانے والی سزا تھی۔

انداز کر دیا اور حکومت امریکہ کو معاف کر دیا اس سے بڑھ کر عظمت و بزرگی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ ہم ۳۰ سال تک امریکہ کے زیر ستم رہے لیکن اس عرصے میں امریکہ کا مقابلہ نہ کر سکے ہم رد عمل ظاہر نہیں کر سکتے تھے وہ وقت گزر گیا۔ اب جبکہ انقلاب کامیاب ہو گیا اور ملت ایران اقتدار میں آ چکی تو اپنا رد عمل ظاہر کر سکتی ہے اور یہ ایک فطری بات تھی کہ ملت ایران اپنا رد عمل دکھائے۔ امام خمینیؒ نے حکم دیا کہ ان کو چھوڑ دو چنانچہ امریکی چلے گئے اور کچھ یہیں پر باقی رہ گئے۔ امریکہ کے ساتھ ہمارے سیاسی تعلقات بدستور قائم تھے لیکن حکومت امریکہ نے انقلاب اور ملت ایران کی عظمت و بزرگی کو نظر انداز کر دیا۔ ابتدائی دنوں میں ہی جب امریکیوں کو تھوڑا سا سکون ملا تو انہوں نے سفارتخانے کو اسلامی جمہوری نظام کے خلاف سازش کے مرکز میں تبدیل کر دیا۔ خود امریکہ میں بھی ایران کے خلاف اقدامات شروع کر دیئے گئے۔ امریکی پارلیمنٹ نے اس وقت ایک پست حرکت کی جس کے باعث ایران کے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور وہ تہران کے ایک علاقے میں کثیر تعداد میں جمع ہو گئے' اور وہاں پر لوگوں نے امریکہ کے اس اقدام کے خلاف اپنے غصے کا اظہار کیا۔ امریکہ نے پہلے روز سے ہی سازشیں اور غلط حرکتیں شروع کر دیں' اسلامی جمہوری نظام کے دشمنوں کو تلاش کر کے انہیں میدان میں آنے کی ترغیب دی اور بغاوت کے لئے راہ ہموار کی یعنی اس نے ماضی سے سبق نہیں سیکھا۔

ٹھیک ہے ان تمام کارروائیوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ امام خمینیؒ کے پیروکار مسلمان طلبہ ٹوٹ پڑے اور انہوں نے سفارت خانہ پر قبضہ کر کے اس کے کارکنوں کو یرغمال بنالیا۔ یہ دراصل امریکہ کو ایرانی ملت کی طرف سے دی جانے والی سزا تھی۔ لیکن یہ امریکی جب بھی ایران اور امریکہ کی حکومتوں کی دشمنی کی تاریخ بیان کرنا چاہتے ہیں تو سفارت خانہ کے واقعے سے آغاز کرتے ہیں۔ خود میرا بھی جب انہوں انٹرویو لیا تھا۔ اس سال کہ جب میں اقوام متحدہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے اپنی صدارت کے زمانے میں نیویارک گیا تھا' تو نامہ نگاروں نے جو پہلا سوال مجھ سے کیا وہ سفارتخانہ کے متعلق تھا کہ جناب آپ نے ہمارے سفیروں کو پکڑ کر کیا حاصل کیا؟ حالانکہ تاریخ یہاں سے شروع نہیں ہوتی اس سے پہلے ہی اس کا آغاز ہو چکا تھا' اگر آپ پہلے کے واقعات کا ذکر کریں تو وہ کہتے ہیں' جناب یہ سب ماضی کی باتیں ہیں' انہیں بھول جانا چاہئے۔ ٹھیک ہے اگر یہ ماضی کی بات ہے تو کیا سفارت خانہ کا واقعہ ماضی کی بات نہیں ہے؟ اسے تو تم ہمیشہ ایک ایسی کارروائی کے عنوان سے پیش کرتے ہو کہ جیسے ہم نے تم پر حملہ کر دیا ہے؟ وہ اسے ہمیشہ ایسے ہی پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک جوابی کارروائی تھی جو ملت ایران کے انقلابی غم و غصہ سے وجود میں آئی تھی اور انہوں نے بڑی شرافت دکھائی تھی جو ان کو قتل نہیں کیا' ورنہ اگر ہمارے جوان لاپرواہی کرتے رعایت نہ کرتے تو غالباً انہیں وہیں فنا کر دیتے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کی جانوں کی حفاظت کی اور کچھ عرصے کے بعد بھی کہ جب انہوں نے امام خمینیؒ کے حکم کے مطابق انہیں پارلیمنٹ کے حوالے کیا وہ آزاد کئے گئے اور چلے گئے۔ اس واقعے کے بعد امریکی حملے' دھوکے' غداریاں اور بغاوت کے انتظامات کرنا' شہید نوژہ چھاؤنی میں بغاوت اور اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف اس طرح کے دوسرے بہت سے واقعات' ایک کے بعد ایک سامنے آنا شروع ہو گئے اور جاری رہے۔ یہاں تک کہ مسلط کردہ جنگ شروع ہو گئی' جنگ میں انہوں نے ایرانی ملت کے دشمن کو ہتھیار دیئے حملہ کیا۔ وہ امور جن کی انجام دہی تمام ملتوں اور حکومتوں کے نزدیک جنگ میں شمولیت سمجھی جاتی ہے' یہ ہے کہ ایسے دو ممالک کی جو جنگ کی حالت میں ہوں' ان میں سے کسی کو ہتھیار دے یا فوجی وسائل دے' یا فوجی مشورے دے تو یہ درحقیقت جنگ میں شامل ہونا ہے۔ ہمارے خلاف جنگ میں وہ شامل ہوئے' اسے پوری طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایرانی ملت امریکہ کی انہیں حرکتوں اور اس کے مظالم کی وجہ سے اس کے مقابل پوری طرح ڈٹ گئی

صہیونیوں کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ سنجیدگی سے حمایت کرنے والے امریکی ہی ہیں۔ کیا یہ بڑا جرم نہیں ہے؟ کیا یہ جرم کافی نہیں ہے؟ کیا یہ اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ ملت ایران کی مانند ایک حق طلب قوم کہے کہ ہم تم سے کوئی مطالب نہیں رکھتے' ہم تم کو مسترد کرتے ہیں' ہم تمہارے رویے کی مذمت کرتے ہیں' ملت ایران یہی بات ملت امریکہ سے کہہ رہی ہے۔

ہے۔ میں نے گزشتہ سال کہا تھا کہ ہماری ملت اپنے امام امیر المومنین علیہ السلام کی طرح ہے' امیر المومنین دنیا کے مظلوم ترین صاحب اقتدار انسان تھے۔ امیر المومنین کی طاقت اور اقتدار کے برابر آپ کسی کو نہیں جانتے لیکن امیر المومنین سے زیادہ مظلوم بھی ہماری ملت کسی اور کو نہیں سمجھتی۔ ملت ایران اپنے امام کی طرح ہے۔ جی ہاں' ایسا ہی ہے۔ کسی بھی ملت میں اس قدر نشاط' زندہ دلی اور اقتدار جیسا کہ ان دو دہائیوں کے دوران ایرانی قوم میں دیکھا گیا ہے' ہم نے اپنے زمانے میں اس طرح کی کوئی بھی ملت نہیں دیکھی۔ لیکن مظلوم ترین ملت بھی ایران کی ملت ہے۔ کس نے اس پر سب سے زیادہ ظلم کئے ہیں؟ شیطان بزرگ نے۔ جی ہاں' شیطان بزرگ نے۔ اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ تم ہمیں شیطان بزرگ کیوں کہتے ہو؟

ایسا شیطان کیوں کہا؟ شیطانی حرکتیں کرتے ہو' شیطنت نہ کرو تو ہم تمہیں شیطان بزرگ نہیں کہیں گے۔ شیطنت کرتے ہیں' غداری کرتے ہیں' نقصان پہنچاتے ہیں' جرائم کرتے ہیں' اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں' استکباری چالیں چلتے ہیں اور سب ٹھیک ہے؟! ملت ایران ایک زندہ ملت ہے' دوسری ملتوں کے ساتھ ایرانی ملت کا موازنہ کریں' ملت ایران اس طرح کی حکومت کے سامنے ڈٹ جانے کا حوصلہ رکھتی ہے' استقامت رکھتی ہے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی ہے' تعلقات ختم کر دیتی ہے' اس کے ساتھ گفتگو نہیں کرتی' عالمی میدان میں اس کے غلط موقف کے مقابل اپنا موقف اختیار کرتی ہے——ایک تو ہوا یہ رخ۔

ایک دیگر رخ امریکہ کی عالمی پالیسیاں ہیں' امریکہ اس وقت غاصب صہیونی حکومت کا سب سے بڑا حامی ہے۔ صہیونیوں کی اس حکومت کا جو کہ دنیا کی بدترین سیاستوں کا مجموعہ ہے کیونکہ صہیونی حکومت' وہ حکومت ہے کہ جس نے ایک پوری قوم کو اس کے ملک سے باہر کر دیا ہے۔ کیا اس طرح کی چیز کا دنیا میں کہیں اور بھی سراغ ملتا ہے؟

تاریخ میں کہیں آپ نے ایسا بھی دیکھا ہے کہ کوئی طاقت کسی ایک خاندان ایک شہری اور اس کے دس لاکھ باشندوں یا کسی ایک قوم کو اس کے ملک سے نکال باہر کرے اور جو لوگ ملک میں باقی رہ گئے ہوں اُن کو نہایت ہی کمزوری کے ساتھ سختیوں میں اور دباؤ میں رکھے اور خود ان پر حاکم بن جائے۔ کیا کوئی حکومت اس سے بھی زیادہ بدتر اور شرم ناک ہو سکتی ہے؟ اس کے بعد بھی اس ملت کے ساتھ نہایت دشمنی کے ساتھ پیش آرہی ہے۔ ایسی دہشت گردی کہ جس کے بارے میں اسی انٹرویو میں کہا جا چکا ہے اور بہت ہی صحیح کہا گیا ہے کہ اس وقت سرکاری دہشت گردی کا مظہر صہیونیوں کی غاصب حکومت ہے۔ صہیونیوں کو یہ بات بہت زیادہ ناگوار لگی ہے مگر یہ بات بالکل صحیح ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ وہ اپنے عوام کے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں؟ فلسطینیوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے دیکھا ہے کہ لبنان کے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے؟

وہ لبنان کے دیہاتوں میں ہیلی کاپٹروں سے آتے ہیں اور وہاں کے ساکن انسانوں کا اغوا کرتے ہیں اور لے جاتے ہیں آخر اس طرح کی چیز دنیا میں کہاں پائی جاتی ہے؟!

صہیونیوں کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ سنجیدگی سے حمایت کرنے والے امریکی ہی ہیں۔ کیا یہ بڑا جرم نہیں ہے؟ کیا یہ جرم کافی نہیں ہے؟ کیا یہ اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ ملت ایران کی مانند ایک حق طلب قوم کہے کہ ہم تم سے کوئی مطلب نہیں رکھتے' ہم تم کو مسترد کرتے ہیں' ہم تمہارے رویے کی مذمت کرتے ہیں' ملت ایران یہی بات ملت امریکہ سے کہہ رہی ہے—یہ تھا پہلا موضوع۔

دوسرا موضوع یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ تعلق اور مذاکرہ میں ملت ایران کے لئے کوئی فائدہ نہیں ہے' جیسا کہ میں نے اُس ہفتے (ماہ رمضان کے پہلے جمعہ کے خطبے میں) عرض کیا کہ امریکی ایجنٹ اور پروپگنڈہ مشینریاں یہ پروپگنڈہ

ایسا نہیں ہے کہ ایرانی قوم کی مشکلات کا حل امریکہ کے ہاتھ میں ہو' یا وہ ایران کی راہ میں کوئی بڑی مشکل کھڑی کرسکے' اگرچہ وہ اس بات کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ خباثت انجام دے لیکن سارے کام تو اس کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔

کررہی ہیں کہ ملت ایران ایسی پریشانیوں سے دوچار ہے جن مشکلات کے حل کی شاید امریکہ کے ساتھ مذاکرات ہیں۔ تم نے کہا اور ہم نے مان لیا! ملت ایران کے لئے ان مذاکرات میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ البتہ نقصانات ہیں' جو میں بعد میں عرض کروں گا' لیکن فائدہ حاصل نہیں ہے۔

ممکن ہے اگر کوئی یہ سوچے کہ اگر ہم نے مذاکرات کئے تو اقتصادی پابندیاں یا پھر ڈیماٹو قانون یا اور دوسری اسی قسم کی باتیں ختم ہو جائیں گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایران کے خلاف امریکہ کی یہ چال آخر کار ناکام اور کالعدم ہو گئی۔ کیا یہ پہلی بار ہے کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہیں؟ کیا یہ پہلی بار ہے کہ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں؟ یہ پہلی بار ہمارا اقتصادی بائیکاٹ کر رہے ہیں؟ کیا پہلی بار یہ [illegible] منع کر رہے ہیں کہ ایران سے کوئی لین دین نہ کرو' [illegible] پہلی بار تو نہیں ہے بلکہ وہ تو ہمیشہ ایسے ہی کام کرتے آئے ہیں۔ ان ۱۸ یا ۱۹ برسوں کے دوران ہم نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں اور جتنے بھی نمایاں کام ہماری حکومتوں نے ان چند برسوں میں کئے ہیں' وہ سب ایسے کام تھے کہ جنہیں امریکہ نہیں چاہتا تھا اور اگر وہ چاہتا تو گزشتہ سال اپنی کمپنیوں کے ساتھ ہماری گیس کمپنی کے معاہدے کو منسوخ نہ کرتا۔ پہلے تو اس کمپنی نے ہمارے حکام کو پیغام دیا کہ وہ اس بات سے پریشان ہیں اور پہلی فرصت میں اس معاہدے کو پھر سے بحال کرلیں گے۔ اس وقت امریکہ کی ایک مشکل یہی کمپنیاں ہیں جو خلیج فارس میں ہمارے تیل اور گیس کے مسائل اور کاموں میں سرمایہ کاری نہیں کرسکتیں۔ امریکہ کی تیل کمپنیاں بری طرح پریشان ہیں اور یہ صرف اسی وقت سے مخصوص نہیں ہے بلکہ گزشتہ ایک سال سے مربوط ہے۔ انہوں نے حکومت پر دباؤ ڈالا ہے' مظاہرے کئے ہیں' قراردادیں پاس کی ہیں' وہ حکومت امریکا پر دباؤ ڈال رہی ہیں۔ لہذا وہ امریکی ڈیماٹو قانون کو بڑی حد تک کمزور بنانے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ پس یہ واضح ہے کہ انہیں زیادہ ضرورت ہے۔

دوسرے یہ کہ جیسے ہی اس امریکی کمپنی نے گزشتہ سال ہماری گیس کمپنی کے ساتھ اپنے معاہدے کو منسوخ کیا' تھوڑے ہی عرصہ بعد فرانسیسی کمپنی ہم سے معاہدہ کرنے پر تیار ہو گئی۔ اس بات پر امریکیوں نے ایک ہنگامہ برپا کردیا کہ ایران کے ساتھ معاہدہ کیوں کر رہے ہو؟ اس کے برخلاف 'حکومت فرانس بلکہ بعد میں یورپی برادری کھڑی ہو گئی اور کہا کہ ایران کے ساتھ یہ معاہدہ ضرور ہونا چاہئے اور امریکہ کو اس سلسلے میں 'اپنی بات منوانے پر زور نہیں دینا چاہئے۔

ایسا نہیں ہے کہ ایرانی قوم کی مشکلات کا حل امریکہ کے ہاتھ میں ہو' یا وہ ایران کی راہ میں کوئی بڑی مشکل کھڑی کرسکے' اگرچہ وہ اس بات کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ خباثت انجام دے لیکن سارے کام تو اس کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ دوسری جانب وہ اس طرح ظاہر کرنا چاہتا ہے' ملاحظہ کیجئے ان حکومتوں کو جن کے خلاف امریکہ کی وزارت خارجہ کے بقول امریکہ تادیبی کارروائی کر رہا ہے چین کو تادیبی کارروائیوں کی دھمکی دیتا ہے' روس کو ایک دوسری طرح سے ترکی کو رفاہ پارٹی کے زمانے میں ایک اور طریقے سے وغیرہ وغیرہ کیا ان ممالک کے امریکہ سے تعلقات نہیں ہیں اور کیا وہ اس سے وہ مذاکرات نہیں کرتے؟ وہ تمام ممالک جن سے امریکہ سخت رویہ اپناتا ہے۔ ان کا سیاسی واقتصادی میدانوں میں امریکہ سے رابطہ ہے' ایسا نہیں کہ امریکہ سے تعلقات یا امریکہ سے مذاکرات' امریکہ کی دشمنی کو روک دیں گے۔ ایسے ممالک موجود ہیں جن کے سفارت خانے امریکہ میں اور امریکی سفارت خانے ان کے دارالحکومتوں میں کھلے ہوئے ہیں' کام کررہے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی اور سفارتی سطح کے دوستانہ تعلقات ہیں' لیکن امریکہ انہیں دنیا میں دہشت گردوں کی فہرست میں شامل ممالک کے عنوان سے پیش کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس وقت ان ممالک کا نام لوں۔ اچھا ہوگا کہ ان سب کو وزارت خانے اور ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہمارے برادران' عوام کو بتائیں اور ان سب چیزوں کو بیان کریں۔

یہ ہر ملت کی توانائی پر منحصر ہے' حکومت کی لیاقت پر منحصر ہے' ہماری عزت واقتدار پسندی پر منحصر ہے کہ ہم امریکہ کے مقابلے پر ڈٹ جائیں اور خود اپنے ملک کی مصلحتوں کے مطابق اقدام اور عمل کریں۔

یہ نہ سوچنے گا کہ اگر امریکہ سے رابطہ برقرار ہو گیا یا مذاکرات ہوئے تو پھر امریکہ کی جانب سے اسلامی جمہوریہ کو کچھ نہ کہا جائے گا۔ نہیں جناب! بہت سے ممالک امریکہ کے ساتھ رابطہ بھی رکھے ہوئے ہیں اور ان کے روابط بظاہر عالمی سطح پر اچھے' دوستانہ اور مودبانہ ہیں لیکن ساتھ ہی امریکہ جہاں بھی ضروری ہوتا ہے ضرب لگا دیتا ہے' اقتصادی محاصرہ کرتا ہے' اور انہیں دھمکی دیتا ہے۔

امریکی سامراجی حکومت اپنی بات منوانے میں لگی رہتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ نہیں ہے کہ ان تعلقات سے ہمارے ملک کو کوئی فائدہ ہو۔ کہ اگر رابطہ نہ ہو یا مذاکرات نہ ہوں تو یہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور اگر ایسا ہو تو مشکلات ختم ہو جائیں گی۔ نہیں' نہیں' وہ مشکلات کھڑی کرے گا۔ مذاکرات اور تعلقات نے اسلامی ممالک کے لئے کوئی ایسا معجزہ نہیں دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں ہے بلکہ یہ ہر ملت کی توانائی پر منحصر ہے' حکومت کی لیاقت پر منحصر ہے' ہماری عزت واقتدار پسندی پر منحصر ہے کہ ہم امریکہ کے مقابلے پر ڈٹ جائیں اور خود اپنے ملک کی مصلحتوں کے مطابق اقدام اور عمل کریں۔

اب جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ پروپگنڈے موجودہ حالت میں کئے جا رہے ہیں پہلے تو وہ ایک ایسا وقت تھا جبکہ حکومت امریکہ کے مقابلہ میں ایک ایسی حکومت تھی جو حالت جنگ میں تھی' ہم اس وقت جنگ میں الجھے ہوئے تھے' اس سے قبل وہ وقت تھا کہ جب ہماری حکومت وسائل وذرائع کے لحاظ سے بہت کمزور تھی' وہ تو اس وقت بھی ہمارے خلاف کوئی اقدام نہ کر سکے' اور اس وقت بھی کوئی بنیادی نقصان نہ پہونچا سکے تو آج بحمد اللہ حکومت ایران ایک عزیز و مقتدر حکومت ہے اور ایران عالمی سطح پر ایک مقتدر اور عزیز ملک کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے' اسلامی کانفرنس تنظیم کا سربراہ ہے' بہت سی عالمی کانفرنسوں میں ایک قابل احترام رکن کی حیثیت رکھتا ہے' حکومتیں اس کا احترام کرتی ہیں' ملتیں اس کا احترام کرتی ہیں۔ آج ہم کس چیز سے ڈریں اور کیوں ڈریں؟ کیوں سوچیں کہ امریکہ کے ساتھ ان انیس برسوں میں جو صورتحال رہی ہے' اسے جاری رکھا تو ایسا ہو جائے گا' ویسا ہو جائے گا؟ وہ محتاج ہے' امریکہ کو ضرورت ہے' امریکہ کے پاس اب وہ دس سال اور پندرہ سال قبل والی قوت وطاقت بھی نہیں ہے۔

ایک زمانہ تھا' جب امریکی حکومت کی باتیں یورپ اور دوسری جگہوں میں محترم سمجھی جاتی تھیں اور اس کے ساتھ عزت کا سلوک ہوتا تھا۔ مگر آج تو ایسا نہیں ہے۔ آج امریکی سیاست اور خارجہ پالیسی کے اعتبار سے امریکیوں کا موقف نہایت ہی کمزور ہے۔ اس وقت وہ مضبوط پوزیشن میں نہیں ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی کمزوریوں کے باوجود اپنے سپر پاور ہونے کی ہیبت اور رعب کو ہمارے اور ایرانی قوم کے خلاف استعمال کریں!

تیسرا موضوع یہ ہے کہ امریکہ سے رابطہ رکھنا یا اس سے مذاکرات کرنا ایرانی قوم اور عالمی تحریک کے لئے نقصاندہ ہے۔ سب سے پہلا نقصان یہ ہے کہ امریکی اس میدان میں آتے ہی دنیا کو یہ باور کرانا شروع کر دیں گے کہ اسلامی جمہوریہ ایران— امام خمینیؒ' جنگ' مقدس دفاع اور انقلاب کے دور کی تمام باتوں سے پھر گیا ہے اور اس نے ان باتوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ امریکی سب سے پہلے جس چیز کا دعویٰ کریں گے اور جو افواہ وہ دنیا میں پھیلائیں گے وہ یہ ہے کہ انقلاب ختم ہو گیا' انقلاب اختتام پذیر ہو گیا' جیسا کہ ابھی کچھ بھی نہ ہونے کے باوجود یہ باتیں سنائی دے رہی ہیں۔ کچھ دنوں قبل میں نے ایک ٹیلکس دیکھا جس میں ایک افریقی ملک کے سربراہ نے جس کے خلاف ہمارے حکام نے کچھ بات کہی تھی ایک انٹرویو میں کہا کہ ایران ایک زمانے تک امریکہ کی مخالفت کا دعویٰ کرتا رہا لیکن اب وہ امریکہ سے دوستی کرنے اور اس سے ہاتھ ملانے کی تمہید باندھ رہا ہے۔ ابھی جبکہ کچھ بھی نہیں ہوا تو اس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اسلامی جمہوریہ ایران اور اس کی حکومت کے خلاف کئے جانے والے پروپگنڈوں اور اڑائی جانے والی افواہوں سے پوری دنیا بھر جائے گی کہ ان لوگوں نے انقلاب سے روگردانی کر لی

آج امریکی سیاست اور خارجہ پالیسی کے اعتبار سے امریکیوں کا موقف نہایت ہی کمزور ہے۔ اس وقت وہ مضبوط پوزیشن میں نہیں ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی کمزوریوں کے باوجود اپنے سپر پاور ہونے کی ہیبت اور رعب کو ہمارے اور ایرانی قوم کے خلاف استعمال کریں!

ہے۔ یہ لوگ دنیا بھر میں اور محروموں کے سامنے اسلامی انقلاب کی عزت و آبرو کو اچھالیں گے۔ اس قسم کے پروپگنڈے والوں کو اسلامی انقلاب کے سلسلے میں نابود کردیں گے۔ عالمی اسلامی تحریک کو زوال پذیر کردیں گے اور ایرانی قوم کی خود مختاری کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیں گے۔ یہ قوم ۱۵۰ سال سے زیادہ عرصہ تک ناصر الدین شاہ قاجار کے دور حکومت کے اواسط سے لے کر اسلامی انقلاب کی کامیابی کے دن تک ہمیشہ غیر ملکی طاقتوں کے زیر سایہ اور ان کے تحت پستی رہی ہے۔ اگر گزشتہ حکمران ظالم اور ملعون تھے تو وہ برے تھے مگر وہ کم از کم ایران اور ایرانی قوم کی عزت کا تحفظ تو کرتے تھے' اغیار کی دھونس میں نہیں آتے تھے' ناصر الدین شاہ قاجار کے دور کے اواسط اور اواخر سے ایران کے امور میں غیر ملکیوں کا نفوذ اور ان کی مداخلت شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ پہلوی دور آیا اور ایران پوری طرح سے اغیار کے ہاتھوں میں آگیا۔ رضا خان کو انگریز لائے تھے اور وہ ان کی مٹھی میں رہا اور جب انہوں نے رضا خان کو ہٹایا تو خود ہی محمد رضا کو لائے' وہ بھی پوری طرح سے انگریزوں کا پٹھو بنا رہا۔ کچھ برسوں بعد امریکہ میدان میں کود پڑے اور دوبارہ ایرانی قوم' اس کا مستقبل' اس کا پیسہ اور تمام وسائل اغیار کے ہاتھوں میں چلے گئے۔ ایرانی قوم نے اپنی اس خفت واہانت کا انقلاب کے دوران ہمت سے جواب دیا۔

عزیزو! اسلامی انقلاب کا ایک پہلو وہ ضرب تھی جو وطن فروشوں' غداروں' اور اغیار کے زر خریدوں پر لگائی گئی۔ اسلامی انقلاب درحقیقت غیر ملکی نفوذ کے مقابل ایرانی قوم کا غم و غصہ تھا۔ اس استقلال و خود مختاری کی راہ میں اس قدر خون بہنے کے بعد اس ملک پر مالکیت اور حاکمیت کے دعویدار امریکی ہیں یعنی وہ خود کو اس ملک کا مالک سمجھتے ہیں۔ اب وہ اس ملک کے امور میں مداخلت کرنا مختلف میدانوں میں نفوذ پیدا کرنا اور انقلاب کے دشمنوں کو جمع کرنا شروع کریں تو کیا ایرانی قوم اس بات کی اجازت دے دے گی کہ ایسا کوئی بھی کام انجام دیا جائے؟ کیا ایرانی قوم' انقلاب' امام خمینیؒ اور اپنی عظمت و شوکت سے دستبردار ہوگئی ہے جو اس بات کی اجازت دے کہ اس ملک میں پھر سے امریکیوں کا اثر ورسوخ شروع ہوجائے۔ البتہ ہم نے یہ بات بارہا دہرائی ہے۔ میں نے بھی کہی ہے اور دوسرے مسئولین نے بھی کہ ہمارا مسئلہ امریکی حکومت سے ہے' امریکی قوم سے ہماری کوئی بحث نہیں ہے۔ امریکی قوم ہمارے مدمقابل نہیں ہے' امریکی قوم بھی دیگر اقوام کی مانند ہے۔ اس میں اچھائیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی ہیں جو خود ان سے مربوط ہیں۔ مسئلہ امریکی حکومت کا ہے جو اسلامی جمہوری نظام اور ایرانی انقلاب و قوم کی دشمن ہے۔ اس بات کی میں نے بارہا تکرار اور وضاحت کی ہے اگرچہ وہ اس بات کو بیان کرنے میں اپنی مصلحت نہیں سمجھتے لیکن اصل مسئلہ یہی ہے۔ وہ آپ کی خود مختاری کے دشمن ہیں۔ آپ کے اسلام کے دشمن ہیں۔ آپ کی عزت کے دشمن ہیں' اپنی توسیع پسندی کے مقابل آپ کی استقامت کے دشمن ہیں' ان ساری چیزوں کو ختم کرنے کی بہت زیادہ کوشش کررہے ہیں لیکن الٰہی قانون ان کی خواہشات کے برخلاف ہے۔ الٰہی قانون یہ ہے کہ آپ باقی رہیں' مضبوط بنیں اور کامیاب رہیں' انشاءاللہ آپ کامیاب بھی ہوں گے۔ ہمیں امریکیوں سے تعلقات رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے صدر مملکت نے بھی اس انٹرویو میں کہا اور دوسروں نے بھی بحمد اللہ بہت اچھی طرح سے کہا۔ لہٰذا ہمیں امریکہ سے تعلقات رکھنے اور اس کے ساتھ مذاکرات کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے اور انشاء اللہ دشمنوں کی خواہشات اور امریکہ کے برخلاف' ایرانی قوم روز بروز ترقی و پیش رفت کے مراحل طے کرتی جائے گی۔